رجسٹرڈ ڈاک نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ ڈاک نمبر ۹۶

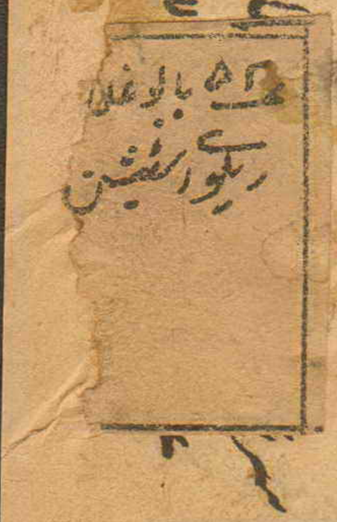

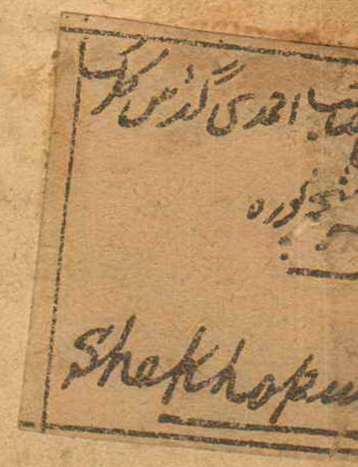

فاروق

قادیان

ایڈیٹر مسئول علی احمدی

جلد (۱۵) | قادیان مورخہ ۲۸ رمئی ۱۹۳۰ء مطابق ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۴۸ھ | نمبر (۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ تیسویں پارہ تک درس پہنچ چکا ہے۔ انشاء اللہ جلد قرآن مجید ختم ہوگا۔

(۲) ہمارے احباب کے خلاف جو مقدمہ بعدالت دیوان سکھانند صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل گورداسپور زیر دفعہ ۱۴۷ بلوہ کا تھا جس میں چار دوست رہا ہو گئے تھے۔ باقی ۳ پر ۳۲۳/۱۴۷ زد جرم لگایا گیا ہے۔ اس کی پیشی ۲۷ رمئی ۱۹۳۰ء کی ہے

(۳) دوسرا مقدمہ جو زیر دفعہ ۳۰۲ قاضی محمد علی صاحب نوشہروی پر الزام قتل کا ہے۔ اس میں ۳۰ رمئی اور ۱۲ رجون شہادت استغاثہ کے واسطے مقرر ہوئی ہے۔ ۱۶ رمئی کو صرف ایک مستری فضل کریم گواہ کا بیان ہوا۔ یہ مقدمہ بٹالہ میں لالہ چاندنرائن صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل کی عدالت میں پیش ہے

(۴) مستریوں پر جو مقدمہ زیر دفعہ ۱۵۳/۲۹۲ تعزیرات ہند چل رہا ہے۔ اس میں پہلا ضامن مستریوں کا مارا گیا۔ اب اور شخص نے ضمانت داخل کی ہے۔ اور مقدمہ ۲۷ رجون ۱۹۳۰ء کو پیش ہوگا۔

(۵) چوتھا مقدمہ جو پریذیڈنٹ صاحب انجمن احمدیہ بٹالہ پر حملہ کرنے کا سبّاب المسلمین کے لفنگوں کے خلاف دائر تھا۔ وہ بھی گورداسپور میں چل رہا ہے۔ اس میں سولہ ملزم ہیں۔

(۶) **قول فرزند**:۔ راجہ غلام محمد خانصاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت چک ایمرچ۔ علاقہ کشمیر فاروق میں شائع کرنے کے لئے یہ اطلاع دیتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی دعاؤں کے طفیل بروز سنیچر ۲۶ راپریل ۱۹۳۰ء کو ان کے گھر میں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ جس کو انہوں نے خدمت دین کیلئے وقف کر دیا ہے۔ احباب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ بچے کی درازی عمر اور اس کے خادم دین اور مخلص احمدی ہونے کے دعا کریں۔

(۷) انٹرنس کے امتحان کا نتیجہ نکل آیا ہے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ۴۸ طلباء میں ۲۱ پاس ہوئے۔

(۸) یہ خبر نہایت خوشی سے سنی جائیگی۔ کہ امسال انٹرنس کے امتحان میں ہماری تین لڑکیاں بھی پاس ہوئی ہیں۔ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی دو صاحبزادیاں اور مکرمی شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی چھوٹی صاحبزادی۔ فاروق دونوں خاندانوں اور ان کے متعلقین کو مبارک ہو۔ (حضرت صاحبزادہ میاں حافظ ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ نے بھی انٹرنس کا پرائیویٹ امتحان دیا تھا۔ اور بفضلہ پاس ہو گئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ (۱۰) افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ فاروق کے دی پی۔ بعض احباب نے دو۔ دو تین تین اور چار چار روپے واپس کر کے ناحق نقصان پہنچایا۔ ایڈیٹر)

مفتاح الاسرار

کچھ تو ہے زیر فلک بھی خوبتر
دیکھتے ہیں جس کو تارے رات بھر
ڈر ہے رسوا ہو نہ جائے اے قمر
اہلِ دنیا سے چھپا داغِ جگر
محو دیدِ حسنِ پنہاں ہے سدا
ہے یہ نرگس کس قدر صاحبِ نظر
ذرہ ذرہ میں ہے جب اس کا ظہور
پھر یہ کیا خنداں ما صفادع ما کدر
رنگ و بُو ہو کر بھی تو پنہاں نہیں
دیدۂ حق آشنا ہے پردہ در
ہم کہاں ہیں پوچھ لینا پھر کبھی
بے خودی میں اب نہیں ہم کو خبر
خود پے منزل ہے آوارۂ غریب
خضر کو کیسے بنائیں راہبر
واہ شبنم برق رفتاری تری
نقشِ پا چوما کئے شمس و قمر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وائسرائے کا نہایت اہم اعلان

گول میز کانفرنس ۲۰ اکتوبر کو منعقد ہوگی

اقلیتوں کے مفاد کی حفاظت کیجائیگی

(پیغام)

شملہ سے ۱۲ مئی کو ہز اکسیلنسی لارڈ اروین نے ایک اہم اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں سیاسی حالت پر تنقید کرتے ہوئے برطانی حکمت عملی کی از سر نو تصدیق اور گول میز کانفرنس کی تاریخ انعقاد کا اعلان کیا گیا ہے۔ وہ اعلان حسب ذیل ہے "تاریخ ہند کے اس نازک موقع پر میں اہل ہند کی توجہ ان بڑے بڑے واقعات کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں۔ جن سے موجودہ حالت پیدا ہوئی۔

گذشتہ یکم نومبر کو میں نے ملک معظم کی حکومت کی طرف سے ایک اعلان شائع کیا تھا۔ گزشتہ ۱۹۱۷ء کے اعلان سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حکومت برطانیہ نے ہندوستان کی آئینی ترقی کا لازمی نتیجہ درجہ مستعمرات قرار دے رکھا تھا۔ میں نے بھی یہی بیان کیا تھا۔ کہ جب آئینی کمیشن (سائمن کمیشن) اور ہند کی مرکزی سائمن کمیٹی اپنی سفارشات میں پیش کر دیگی۔ ..... اور یہ سفارشات شائع ہو جائیں گی۔ اور جب ملک معظم کی حکومت حکومت ہند سے مشورہ کرنے کے بعد اس قابل ہو جاویگی۔ کہ جو مواد اس وقت بہم پہنچ چکا ہے۔ اس کے پیش نظر وہ برطانوی ہند کی مختلف جماعتوں اور مفادات کے نمائندوں اور ہندوستانی ریاستوں کے نمائندوں کو حالات کے ماتحت علیحدہ علیحدہ کرنے یا یکجا برطانوی ہند اور تمام ہندوستانی مسائل پر غور کرنے کے لئے کانفرنس میں شامل ہونے کی دعوت دیگی۔

گاندھی جی کا کانفرنس میں شامل ہونے سے انکار

۲۳ نومبر کو میں نے مسٹر گاندھی اور پنڈت موتی لال نہرو سے ملاقات کی۔ انہوں نے صاف کہدیا۔ کہ وہ سوائے جدید شرائط کے جن کا ذکر میرے اعلان میں نہیں تھا گول میز کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے تیار نہیں اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کانگریس نے لاہور میں اپنے سالانہ اجلاس میں مکمل آزادی کے کریڈ کا اعلان کر دیا۔ افسوس کا مقام ہے۔ کہ ہندوستانی خیال کی کوئی جماعت ملک معظم کی حکومت کی دعوت کو مسترد کر دے۔ جیسا کہ میں نے ایک موقعہ کو لات ماردی ہے۔ جس کی نظیر ہندوستان میں نہیں ملتی۔ انہوں نے مستقبل ہند کے کام میں ایک مادی حصہ لینے کے اہم موقعہ کو ضائع کر دیا ہے۔ ملک معظم کی حکومت کی تجاویز کو شکست دینے کے لئے انہوں نے ایسے ذرائع اختیار کرنے پسند نہیں کئے جن سے معقول پسند اشخاص مطمئن ہو سکتے۔ بلکہ انہوں نے علانیہ سول نافرمانی کا ایسا راستہ اختیار کر لیا ہے۔ جو خطرات سے لبریز تھا۔ اور ناممکن ہے۔ کہ اس تحریک کے بانی اس سے بے خبر ہوں۔

گاندھی جی کا مکتوب

قرارداد کانگریس کی پیروی میں مسٹر گاندھی نے ۲ مارچ کو مجھے ایک مکتوب ارسال کیا۔ اور اسے وسیع پیمانہ پر اشاعت دی۔ انہوں نے اعلان کیا۔ کہ وہ ۱۱ مارچ کو نمک کی خلاف ورزی کرنے کے لئے سول نافرمانی کی مہم شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور اپنے اس فیصلہ کی یہ دلیل پیش کی۔ کہ تشدد پسند جماعت زور پکڑ رہی ہے اور عدم تشدد کی ناکامیابی پر جو سول نافرمانی کے ذریعہ سے کی جائیگی انہیں مسلمہ اور غیر متزلزل ایمان ہے۔ اور اگر مزید انتظار کرینگے۔ تو وہ گنہگار ٹھیریں گے۔ آخر میں انہوں نے اس بات کے علم کو تسلیم کر لیا۔ کہ سول نافرمانی کی مہم شروع کرنے سے سخت خطرے کا احتمال ہے۔ اس مکتوب کا جو جواب میں نے ارسال کیا ہے۔ اس میں افسوس کا اظہار کیا ہے۔ کہ آپ (گاندھی جی) ایسا طریق عمل اختیار کر رہے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ قانون شکنی اور امن عامہ کے لئے خطرناک ہوگا۔

اسمبلی میں تقریر کا حوالہ

۲۵ جنوری کو اسمبلی میں جو آخری ایڈریس میں نے دیا ہے۔ اس میں میں نے پورے طور پر واضح کر دیا کہ جیسا مسٹر گاندھی اور ان کے پیرو سوچ رہے ہیں۔ سیاسی تبدیلیوں کے لئے غیر آئینی اور خلاف قانون طریقہ اختیار کرنے کے نتائج ناگزیر طور پر اچھے نہیں ہونگے۔ میں نے یہ بھی واضح کر دیا۔ کہ اگرچہ میری اور ملک معظم کی حکومت کی دلی خواہش یہی ہے۔ کہ موجودہ مشکلات کے حل کیلئے برطانیہ عظمیٰ۔ اور ہندوستان میں اتحاد عمل پیدا کر کے مفاہمت کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے۔ لیکن مجھ پر اور میری حکومت پر یہ فرض بھی عائد ہوتا ہے۔ کہ آئین و نظام کے تحفظ اور قانون کے قیام کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ گذشتہ تین ہفتہ کے واقعات سے میرے وہ خطرات صحیح ثابت ہو گئے۔ جو میں نے گاندھی کے نام اپنے مکتوب میں ظاہر کئے تھے۔ پشاور۔ مدراس۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ چٹاگانگ کراچی۔ دہلی اور شولاپور سے ایک دوسرے سے دور افتادہ مقامات سے عوام کے تشدد مسلح اور قاتلانہ حملوں اور حکام مجاز کی عام بے حرمتی کی ہولناک داستانیں موصول ہوئی ہیں۔ افسوس کے ساتھ لیکن مجبوراً میری حکومت سے ہندوستان کی امن پسند رعایا کے تحفظ اور بہبود کے لئے جو ترقی پذیر خطرہ تھا اس کے پیش نظر اپنے آپ کو اور صوبجاتی حکومتوں کو ایسے اسلحہ سے آراستہ کیا۔ جو ہم دنیا کے نزدیک ہندوستان کے نیک نام کو قائم رکھنے کے لئے ضروری اور لازمی سمجھیں۔ دوسروں کے افعال اور حالات سے مجبور ہو کر۔ میں اور میری حکومت ایسی کارروائی کرنے پر مجبور ہو گئی۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ عنقریب عقل غالب آ جائیگی۔ جو ایسے ذرائع کو جاری رکھنے کو غیر ضروری بنا دیگی۔

میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ میرے ارادہ اور مقاصد میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہوئی۔ اور میری یا ملک معظم کی حکومت ان ناخوشگوار واقعات سے متاثر ہو کر اس حکمت عملی کے مستحکم ارادہ سے باز نہیں آئیگی۔ جس کا اعلان میں نے یکم نومبر کو کیا تھا۔

گول میز کانفرنس کا فیصلہ

گول میز کانفرنس ۲۰ اکتوبر یا اس کے قریب منعقد

(باقی صفحہ ۱۱ کالم ۲ پر ملاحظہ ہو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ رمئی سنہ ۱۹۳۰ء

یہودی مشن

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کا پایۂ رفعت

اور

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی کج فہمی اور جہالت

(از عالم باعمل فاضل اجل ابوالبرکات مولوی غلام رسول صاحب آف راجیکی)

(۷)

اخبار اہلحدیث مجریہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء کے پہلے ہی صفحہ پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے "مرزا۔ آریہ اور بہا" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے۔ جس کی دوسری سرخی "سلطان المتکلمین کا علم کلام" اور تیسری "سلسلہ دنیا حادث ہے یا قدیم" بنا کر اس کے نیچے آیت قرآنی کا یہ فقرہ لکھا ہے "تشابہت قلوبہم"۔ اس مضمون میں مولوی صاحب نے یہ امر ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کہ سلسلہ مخلوقات کے متعلق یہ عقیدہ کہ وہ قدیم ہے حضرت مرزا صاحبؑ نے نوع خلق کے قدیم ہونے کے متعلق جو عقیدہ پیش کیا ہے۔ اس عقیدہ میں انہوں نے آریوں اور بہائیوں کے مذہب کی اقتداء کی ہے چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب اخبار مذکور کے صفحہ ۱۴ کالم ۲ پر حضرت مرزا صاحبؑ کے الفاظ ذیل یعنی "جو دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے۔ لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں"

لکھکر بعد میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ عین یہی مذہب سوامی دیانند اور عبدالبہا کا ہوا ہے۔ جو رہ کر مرزا صاحب کے قلم سے بزور نکلتا ہے یہاں پر وہ سارا علم کلام بھول گئے۔ جو پہلے حوالہ میں ہم بتا آئے ہیں۔ کہ "ابتدا میں خدا اکیلا تھا۔ اور اس کے ساتھ کوئی نہ تھا"

مولوی صاحب کے سارے مضمون کا خلاصہ اور مغز جو بصورت اعتراض انہوں نے پیش کیا یہی تھا۔ جو اوپر عرض کر دیا گیا۔ باقی جو کچھ بصورت تفریع اور زوائد اس پر حاشیہ افزائی کی۔ وہ سب مولوی صاحب کی اپنی منطق آرائی اور غوض فہمی کا نتیجہ ہے۔ جس کا جواب بحولہ وقوتہ تعالےٰ ذیل میں عرض کیا جاتا ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ جواب کے طور پر کچھ عرض کیا جائے۔ اتنا عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہا الصلوٰۃ والسلام خدا کے مسیح اور مہدی اور اللہ تعالےٰ کے نبی اور رسول تھے اور حکم اور عدل کی شان رکھنے والے۔ شانِ حکمیت وعدلیت کے اقتضاء سے آپ کے فرائض سے تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کے اعلام کے بعد حق و باطل اور صدق و کذب کے درمیان امتیاز کا اظہار کریں۔ جس کی بنا پر آپؑ نے اپنے کسی عقیدہ کو خدا کے اعلام سے خلاف حقیقت پایا۔ تو بعد میں اس کے خلاف اظہار کرتے ہوئے دنیا کی ملامت کی پرواہ نہیں کی۔ اور آپ کا یہ طرز عمل خدا کے سب نبیوں اور رسولوں کی سنت کے مطابق اق لوگوں کیلئے اسوہ حسنہ ہے۔ جو غلط عقائد کو محض اس لئے نہیں چھوڑ سکتے۔ کہ ان کو تبدیلیٔ عقائد سے لوگوں کی ملامت کا ڈر ہوتا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اوائل میں دوسرے لوگوں کی طرح یہ عقیدہ تھا۔ کہ حضرت مسیح اسرائیلی زندہ ہیں۔ اور وہ آسمان سے اتریں گے۔ لیکن بعد میں خدا کے اعلام سے جب آپؑ کو اس بات کا علم دیا گیا۔ کہ حیات مسیح کا مسئلہ غلط ہے۔ تو آپؑ نے اپنی پہلی تحریر کے خلاف وفات مسیح کے متعلق زبردست اعلان کر کے اپنے عقیدہ کی تبدیلی کا اظہار فرما دیا۔ اور لوگوں کی ملامت اور مخالفت کی ذرا پرواہ نہ کی۔

اسی طرح اوائل میں آپ نے جس امر کو معیار صداقت قرار دیکر اپنی نبوت سے انکار کیا۔ بعد میں خدا تعالیٰ کی بارش کی طرح وحی کے اعلام سے آپؑ نے اپنے پہلے عقیدہ کو بدلنے میں دنیا کی ملامت کا کچھ بھی خیال نہ فرمایا۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے ماموروں کی تبدیلی عقائد سے بھی دنیا کے لوگوں پر اتمام حجت کی جاتی ہے۔ کہ جب خدا کا نبی اور خدا کا مامور دنیا کے لوگوں سے بزرگ تر دین ہستی ہونے کے باوجود اپنی پہلی بات کو غلط پا کر اسے چھوڑنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور غلطیات کو صحیح بات سے تبدیل کرنے میں تامل اور تردد نہیں کرتا تو دوسرے لوگ جو اس سے کمتر حیثیت رکھتے ہیں وہ اپنے غلط عقائد کو باوجود اتمام حجت اور اپنے سابقہ عقائد کے غلط ثابت ہونے کے بعد ترک کر کے کیوں صحیح عقائد کو قبول نہیں کرتے۔

پس جس طرح آپؑ نے مسیح کی حیات و وفات کے متعلق اپنے پہلے خیال پائے جانے پر اپنی شان حکمیت کے اقتضاء سے اس اختلافی مسئلہ میں بطور فیصلہ اس امر کا اظہار اور اعلان فرمایا کہ مسئلہ حیات و ممات مسیح سے مسئلہ وفات مسیح حق اور درست ہے۔ اور مسئلہ حیات مسیح باطل اور غلط۔ اور ایسا مدلل اور الٰہی تائیدات سے ایسا زبردست اور مؤثر فیصلہ پیش کیا۔ کہ ایک دنیا نے اس فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ یہاں تک کہ مسئلہ حیات مسیح کے حامیوں نے بھی آپ کے دلائل سے متاثر ہو کر اپنے اس باطل عقیدہ کی حمایت بالکل چھوڑ دی۔ اور بحث اور گفتگو کے وقت حیات مسیح کے تذکرہ سے اعراض کیا۔

اسی طرح آپ نے سلسلۂ خلق کے متعلق جو مختلف قسم کے عقائد اور خیالات تھے۔ جیسا کہ آریوں اور بہائیوں کے عقائد جو مولوی ثناء اللہ صاحب کے حوالہ تذکرہ بالا سے ظاہر ہیں۔ ان کے متعلق بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشان حکمیت اظہار فرمایا۔ کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا یہ عقیدہ کہ دنیا چھ ہزار سال سے ہے یہ بھی صحیح نہیں۔ اور آریوں کا یہ عقیدہ کہ ہر ذرہ اور ہر روح بصفت ازلیت قدیم ہے یہ بھی درست نہیں۔ اور یہ عقیدہ کہ خدا تعالےٰ فاعل بالارادہ نہیں۔ بلکہ سورج کی طرح بالذات علت خلق کا ظہور اس سے تب سے ہے۔ جب سے وہ ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ بھی درست نہیں۔ اور فرمایا دنیا اور سلسلہ مخلوق باعتبار شخص قدیم نہیں۔ ہاں باعتبار نوع قدیم ہے۔ اور مخلوق کی قدامت نوعی کو خدا کی ازلیت کے مساوی قرار نہیں دیا۔ جیسا کہ آپ کی ذیل کی عبارت سے واضح ہے

"غرض ابتداء میں خدا کی صفت وحدت کا دور تھا۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس دور نے کتنی دفعہ ظہور کیا۔ بلکہ یہ دور قدیم اور غیر متناہی ہے۔ بہرحال صفت وحدت کے دور کو دوسری صفات پر تقدم زمانی حاصل ہے" (دیکھو چشمہ معرفت)

اسی طرح اسی کتاب کے دوسرے مقام میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"یہ بھی درست نہیں۔ کہ ابتداء کے کسی چیز کے لئے قدامت شخصی تو نہیں۔ مگر قدامت نوعی ضروری ہے"

ان عبارات اور فقرات سے ظاہر ہے۔ کہ خلق کی قدامت نوعی کو خدا تعالےٰ کی صفت ازلیت اور شان قدامت کے ہم معنے ہرگز نہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے لئے ابتداء میں دور وحدت کا تسلیم کرنا۔ اور اس کے لئے لفظ ابتداء کا استعمال کرنا اور بعد میں یہ فرمانا۔ کہ صفت وحدت کے دور کو دوسری صفات پر تقدم زمانی حاصل ہے۔ اور اس میں تقدم زمانی کا فقرہ بیان کرنا صریح طور پر اس بات کا اظہار کر رہا ہے۔ کہ جن معنوں میں آپ خدا تعالےٰ کے لئے صفت ازلیت اور صفت قدامت کا استعمال کر رہے ہیں۔ ان معنوں میں خلق کی قدامت نوعی کو پیش نہیں کر رہے۔ بلکہ قدامت نوعی سے مراد آپ کے نزدیک ایسی قدامت ہے۔ کہ جس کے سلسلہ ابتداء کا علم خدا تعالےٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں۔ اور انسان کی عادت ہے۔ کہ جب اسے کسی چیز کی کثرت تعداد کے متعلق علم ہو۔ کہ اس کا علم حساب اس سے قاصر ہے۔ تو اس کو بے شمار اور لامحدود اور لاانتہا اور لاتعداد لاتحصیٰ وغیرہا الفاظ سے تعبیر کر دیتا ہے۔ حالانکہ اس کا ایسے الفاظ کا استعمال کرنا اپنی کمئی علم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ کے متعلق نہیں کہہ سکتے۔ کہ جس طرح کائنات عالم کے ذرات کی تعداد کا علم جاننے سے انسان قاصر ہے۔ ویسا ہی خدا تعالےٰ بھی قاصر ہے۔ اسی طرح چونکہ سلسلہ مخلوقات کے متعلق انسان کا علم قاصر ہے۔ اور انسان اس بات کو جاننے سے عاجز ہے۔ کہ دنیا کی مخلوق کا سلسلہ کب سے ہوا۔ اس لئے مخلوقات کے شروع سلسلہ کا علم نہ ہونے اور سلسلہ خلق کی بلحاظ مدت کے لمبائی معلوم کرنے سے قاصر رہنے سے نوع خلق کیلئے قدامت کا لفظ استعمال کیا گیا۔ پس یہ قدامت نوع خلق کا مسئلہ محض انسانی قصور فہم اور عجز ادراک کی بناء پر پیش کیا گیا۔ کیونکہ انسان کی نگہ سلسلہ خلق کی ابتداء کی طرف جس قدر بھی پیش از پیش لمبی کی جائے۔ وہ اس بات کا اندازہ لگانے سے مطلقاً عاجز ہے۔ کہ یہ سلسلہ مخلوق کب سے شروع ہوا۔ اور مدت کے لحاظ سے اس کا اندازہ کتنا ہے۔ اور کہاں تک ہے۔ اور چونکہ غور کرنے سے آگے ہی آگے چلا جاتا ہے۔ اور مدت کے لحاظ سے کسی حد تک ٹھہرتا ہوا نظر نہیں آتا۔ اس صورت میں پیش از پیش اور آگے ہی آگے چلنے سے قدامت کے لفظ کے سوا اس کے لئے اور کون سا لفظ موزون اور مناسب ہو سکتا ہے۔ ہاں یہ قدامت انسانی کمزوری اور اس کے علم کی کمی کی وجہ سے ہے۔ نہ کہ خدا تعالےٰ کے علم اور اس کی شان ازلیت اور مرتبہ قدامت کی برابری کے لحاظ سے۔ پس سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ کا سلسلہ خلق کی قدامت نوعی کا مسئلہ پیش کرنا علمی مفاد کے لحاظ سے ایک صداقت اور حقیقت ہے۔ جو آریہ اور برہمائی عقیدہ سے بالکل الگ اور مختلف ہے۔ اور اسلام کی تعلیم کے بالکل موافق۔

اسلامی تعلیم کا پیش کردہ مسئلہ بقول مولوی ثناء اللہ صاحب اللہ خالق کل شئی ھو الواحد القھار اور حدیث کان اللہ ولم یکن معہ شئی کے مطابق ہونا چاہیئے۔ سو حضرت مرزا صاحبؑ نے اسی کے مطابق پیش کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ سب مخلوقات کا خدا تعالےٰ ہی کو خالق سمجھتے ہیں۔ نہ آریوں کی طرح کہ وہ خدا کو روح اور مادہ کا خالق نہیں سمجھتے۔ کیا ایک معمولی سمجھ کا انسان اس فرق کو سمجھ نہیں سکتا۔ کہ دونوں باتوں میں کتنا بڑا فرق ہے۔ لیکن افسوس کہ مولوی ثناء اللہ صاحب باوجودیکہ آپ مولوی فاضل بھی ہیں۔ اس بات کے موٹے فرق کو بھی نہیں سمجھ سکے۔ پھر حدیث کے رو سے اسلامی تعلیم یہ ہے۔ کہ خدا تھا۔ اور اس کے ساتھ کوئی چیز موجود نہ تھی۔ یہی بات حضرت مرزا صاحبؑ کی اس تحریر سے واضح ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ کا خدا تعالےٰ کی نسبت یہ فرمانا کہ صفت [illegible] کہ دوسری صفت پر تقدم زمانی حاصل ہے۔ کیا اس عبارت کا مفہوم حدیث کان اللہ ولم یکن معہ شئی کے مفہوم کے عین مطابق نہیں۔ میری سمجھ میں پرائمری کی دوسری جماعت کا لڑکا بھی اس عبارت اور حدیث کے مفہوم کی مطابقت کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ پھر نامعلوم مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل کی ڈگری کے مدعی ہونے کے باوجود اس معمولی بات کے سمجھنے سے کیوں قاصر اور عاجز ہیں۔ کیا مولوی صاحب بتا سکتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی اس عبارت متذکرہ اور منقولہ کو اسلامی تعلیم کی مطابقت حاصل ہے یا آرین عقیدہ کی مطابقت۔ کیا آریہ لوگ حضرت مرزا صاحبؑ کی طرح مطابق حدیث کان اللہ ولم یکن معہ شئی خدا تعالےٰ کی وحدت کے دور کے لئے تقدم زمانی کے قائل ہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ آریہ لوگ تو ایشور۔ جیو۔ پرکرتی یعنی خدا۔ روح اور مادہ تینوں کو ازلی اور انادی ہونے کے لحاظ سے بلاکسی فرق کے تسلیم کرتے ہیں۔ پھر وہ روح اور مادہ کو خدا کی مخلوق تسلیم نہیں کرتے۔ اب کیا یہ ظلم نہیں۔ کہ باوجود اس فرق عظیم کے پائے جانے کے مولوی صاحب حضرت مرزا صاحبؑ کی عبارت کا مطلب نفس المقول بما لا یرضی بہ قائلہ کے مطابق سمجھ رہے ہیں۔ جو بالکل غلط بیانی یا افترا پردازی پر مبنی ہے۔ و نعوذ باللہ من ذالک۔

ایسا ہی شیخ بہاء اللہ ایرانی کی تقریر جس کو مولوی صاحب نے اخبار اہلحدیث محولہ کے صفحہ ۲ پر نقل کیا ہے۔ اس میں شیخ بہاء اللہ کے فقرات ذیل کہ:-

"ہمیشہ خدا خالق و رازق تھا۔ ہمیشہ زندہ کرنے والا اور عطا فرمانے والا ہے۔ کوئی وقت ایسا نہ تھا۔ کہ الوہیت و ربوبیت کی صفات معطل یا بیکار رہی ہوں کبھی بھی تعطیل درست نہیں۔ یہ سورج اپنی شعاع و حرارت سے سورج ہے۔ اگر ہم تصور کرنے لگیں۔ کہ کسی وقت آفتاب شعاع و حرارت نہ رکھتا تھا۔ تو یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اس وقت کوئی خالق نہ تھا"

پھر آگے چل کر لکھتا ہے۔ کہ:-

(بقیہ دیکھو صفحہ ۱۱ کالم ۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

اَنَّ اور اِنَّ سے نبوت کا اثبات

قابل توجہ امیر پیغام و پیغامیان،

(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ قاضی یا حاکم تین قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ جن میں سے دو تو دوزخ میں جائیں گے اور ایک بہشت میں۔ ایک قاضی تو وہ ہے جو حق کو جانتے ہوئے حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے۔ اور وہ جنتی ہوگا۔ دوسرا وہ قاضی ہے۔ جو کسی امر کا فیصلہ بغیر اس کے جاننے اور تحقیق کرنے کے یونہی [illegible] کرتا ہے۔ اور تیسرا وہ قاضی ہے۔ جو حق کو جانتے ہوئے حق کے بغیر فیصلہ کرتا ہے۔ اور یہ دونوں مؤخر الذکر قاضی بہشتی نہیں ہونگے۔ اسی طرح قرآن شریف میں خداوند کریم فرماتا ہے۔ واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل یعنی جب تم لوگوں میں کسی بات کا فیصلہ کرنے لگو۔ تو انصاف اور عدل کیساتھ فیصلہ کرو۔ اور حدیث کا مطلب صرف اتنا ہی نہیں۔ کہ اگر مالی یا جانی جھگڑا لوگوں میں واقع ہو۔ تو تم انصاف اور عدل سے فیصلہ کرو۔ بلکہ یہاں ہر امر میں خواہ دینی ہو یا دنیوی۔ عملی ہو یا اعتقادی غرض جہاں جہاں بھی انصاف اور بے انصافی کا دخل ہو سکتا ہے۔ وہاں ہر مومن و مسلم کو حکم ہے۔ کہ وہ انصاف و عدل سے کام لے۔ اس جگہ صرف اعتقادی امور میں انصاف یا بے انصافی کرنے کی مثال بیان کرنا ہمارا مقصود ہے۔ مثلاً اگر ہم کسی بات کو صداقت کی علامت سمجھتے ہوں۔ تو جہاں بھی ہمیں وہ بات نظر آئیگی ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اس میں صداقت ہے۔ اگر وہ علامت اور نشان ہمیں اشخاص میں نظر آئیگی۔ تو خواہ وہ اشخاص ہمارے دوست ہوں یا دشمن ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ وہ اشخاص سچے ہیں۔ خواہ ہمیں ان باتوں کے ماننے سے فائدہ پہنچتا ہو یا نقصان۔ کیونکہ حق کا یہی تقاضا ہے۔ کہ بلا لحاظ نفع و ضرر کے اس کا اظہار کیا جائے۔ قل الحق ولو کان مرّاً۔

سچ کہو اگرچہ کڑوا لگے۔ نیز اگر ہم مذکورہ بالا آیت کو غور و خوض سے پڑھیں۔ تو ہمیں ایک اور بات معلوم ہو جاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ اس جگہ بجائے اس کے کہ۔ اذا حکمتم بین المسلمین او المؤمنین کہا جائے اذا حکمتم بین الناس کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس میں کیا راز ہے۔ اس میں یہ بتلانا مقصود معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب عام لوگوں اور عام انسانوں (جن میں کافر اور مشرک بھی شامل ہیں۔ جن کے متعلق ان ھم الا کالانعام اور انما المشرکون نجس آتا ہے) میں عدل سے فیصلہ کرنے کی اتنی تاکید کی گئی ہے۔ تو ہمیں خیال کر لینا چاہیئے۔ کہ مسلمون اور مؤمنون پھر اس سے ترقی کر کے صالحون اور متقیون اور بالخصوص اولیاء اور انبیاء کے معاملہ میں انصاف کرنے کی کتنی بڑی تاکید ہوگی یعنی اگر معمولی انسانوں کے حق میں بے انصافی کرنا گناہ کبیرہ ہے تو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کے معاملہ میں بے انصافی کرنے کا کتنا بڑا گناہ ہوگا۔ کیونکہ جیسا کہ انسانوں کے درجہ میں تفاوت اور اختلاف ہوتا ہے۔ اسی طرح ان سے جو سلوک کیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں بھی بڑا فرق پڑتا ہے مثلاً ایک اجنبی آدمی کو گالی دینے کا گناہ باپ کو گالی دینے کے گناہ کے مساوی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اور امور میں بھی خود قیاس کر لیں۔ وہاں پر بھی ایسا ہی فرق اور تفاوت نظر آئے گا۔

علاوہ ازیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ اگر کوئی معمولی انسان غلطی کرے۔ تو اس کی غلطی کا اتنا برا اثر نہیں ہوگا جتنا کہ اس سے بڑے انسان کے غلطی کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق حضرت امام ربانی الشیخ عبدالقادر جیلانی نے کیا ہی عمدہ لکھا ہے۔ فذنوب ھولاء السادات ان یشوکوا ارادۃ الحق بارادتھم علی وجہ السھو والنسیان (فتوح الغیب مقالہ سادسہ) یعنی اولیاء اللہ اور اقطاب و ابدال کا گناہ کیا ہے۔ ان کا گناہ یہ ہے۔ سہو اور نسیان سے (عمداً تو الگ رہا) اپنے ارادہ کو خداوند تعالیٰ کے مشریک بنا دیں۔ پس ہر ایک مسلمان کا خصوصاً جبکہ وہ کسی قوم کا لیڈر کہلاتا ہو یہ ہوتا ہو فرض ہے۔ کہ ایسے معاملوں میں جن میں کہ انصاف اور بے انصافی کی گنجائش ہو احتیاط اور سوچ و تدبر سے کام لے۔ ورنہ اس کی خدا تعالیٰ کے ہاں بڑی گرفت ہوگی۔

اس لمبی چوڑی تمہید کے ذکر کے بعد ہم جناب امیر اللوم و پریذیڈنٹ جماعت اشاعت اسلام لاہور یعنی مولوی محمد علی صاحب کی توجہ کو ایک امر کی طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ وہ اس سے برا نہ منائینگے۔ اور وہ یہ کہ مولوی صاحب نے لقمان الحکیم کے معاملہ میں جس حسن ظنی اور کامل انصاف سے کام لیا ہے۔ اگر مولوی صاحب اسی طریق کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاملہ میں اختیار کرتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ لقمان الحکیم (جن سے مولوی صاحب کا کوئی تعلق نہ تھا نہ محسن اور محسن الیہ کا اور نہ ہی استاذ و شاگرد کا) کے متعلق تو مولوی صاحب نے حد سے زیادہ حسن ظنی کی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (جن سے مولوی صاحب عرصہ دراز تک فیض ربانی اور علم روحانی حاصل کرتے رہے۔) کے متعلق حد سے زیادہ بدظنی اور بے انصافی سے کام لیا ہے۔ نہیں بلکہ مولوی صاحب نے تو محسن کشی کی ہے۔ اس سے زیادہ محسن کشی کیا ہوگی۔ کہ اپنے محسن کے درجہ کو گھٹا دیا۔ اور ان کو جہاں کہ ان کا مقام و منصب تھا اس سے نیچے رکھا۔ اگر مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتے۔ اور نہ ہی ان کو ان کے اصلی درجہ اور اصل مقام پر رکھ سکتے تھے۔ تو کم از کم اتنا ہی کر دیتے۔ کہ جتنا مولوی صاحب پہلے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں کچھ لکھ چکے تھے۔ وہی رہنے دیتے لیکن افسوس صد افسوس کہ مولوی صاحب نے ان خدمات بلکہ ان صحیح تحریروں اور تقریروں پر جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں کی اور لکھیں تھیں پانی پھیر دیا۔

امیر پیغام اور لقمان کی نبوت

اب قارئین کو محظوظ کرنے کے واسطے مولوی صاحب کی وہ عبارت نقل کی جاتی ہے۔ جو انہوں نے لقمان الحکیم کے حق میں اپنی تفسیر بیان القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۴۸۴ پر تحریر فرمائی ہے۔ مولوی صاحب تحریر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرماتے ہیں :-

"پھر اس بارہ میں اختلاف ہوا ہے۔ کہ وہ نبی تھے یا نہیں صرف علم و حکمت عطا ہوا تھا۔ میرے نزدیک یہ قول صحیح نہیں کہ وہ نبی نہ تھے"

یہاں تک مولوی صاحب نے صرف ان اقوال اور اختلافات کا فیصلہ کیا ہے۔ جو کہ لقمان کے نبی یا غیر نبی یا ولی اور قطب ہونے کے متعلق آئے ہیں۔ اور مولوی صاحب نے بہت ہی متانت اور سنجیدگی سے باقی اقوال کو رد کر کے فیصلہ کیا ہے سو کیونکہ اس سے زیادہ متانت کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ان اختلاف کرنے والوں کو یہ کہدیا جائے "کہ میرے نزدیک یہ قول صحیح نہیں کہ وہ نبی نہ تھے"۔ ہاں کوئی شخص یہ نہ خیال کرے کہ مولوی صاحب نے لقمان الحکیم کے نبی ہونے کی کوئی دلیل نہیں دی۔ کیونکہ یہ بات مولوی صاحب کی شان سے بعید ہے۔ کہ کوئی بات بغیر کسی دلیل کے پیش کریں۔ چنانچہ آگے مولوی صاحب اپنے دعوی کو ثابت کرنے کے لئے یوں لکھتے ہیں :-

"کیونکہ قرآن کریم کے بیان کی غرض یہی ہے۔ کہ وحی الٰہی ہی اصل سرچشمہ اس علم و حکمت کا ہے۔ جو اخلاق سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور بالخصوص شرک کے خلاف زور دینے والی ایک ہی قوم ہوئی ہے۔ یعنی انبیاء علیہم السلام اور اَنْ (اس سے مراد وہ اَنْ ہے جو اَنِ اشکر للہ میں ہے) قول کی تفسیر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا اس طرح احکام دینا انبیاء سے خاص ہے"

(بیان القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۴۸۴)

مندرجہ بالا عبارت سے مولوی صاحب نے لقمان الحکیم کے نبی ہونے کے تین دلائل دیئے ہیں (۱) یہ کہ قرآن کریم کے بیان کی غرض یہی ہے۔ کہ وحی الٰہی ہی اصل سرچشمہ اس علم و حکمت کا ہے۔ جو اخلاق سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۲) یہ کہ بالخصوص شرک کے خلاف زور دینے والی ایک ہی قوم ہوئی ہے۔ یعنی انبیاء علیہم السلام اور (۳) یہ کہ اَنْ قول کی تفسیر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا اس طرح احکام دینا انبیاء سے خاص ہے۔ استدلال کا خلاصہ یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ لقمان اس لئے نبی تھے۔ کہ اوّل ان کو وحی الٰہی ہوئی تھی۔ اور دوم وہ شرک کے خلاف بہت زور دیتے تھے۔ اور سوم ان کو اللہ تعالےٰ نے امر دیتے وقت اپنی کلام میں اَنْ کر کے مخاطب کیا تھا۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ ولقد اٰتینا لقمان الحکمۃ اَنِ اشکر للہ۔

کیا ہی عمدہ اور عجیب و غریب استدلال ہے۔ اگر واقع میں مولوی صاحب کے نزدیک مذکورہ بالا باتوں سے حضرت لقمان کی نبوت ثابت ہوتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ باوجود سینکڑوں اور ہزاروں دلائل کے موجود ہونے کے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت مولوی صاحب کے نزدیک ثابت نہیں ہوتی۔ یہ بھی تعجب کا مقام ہے

پہلی جرح

اب میں قارئین کرام کی توجہ کو مولوی صاحب کے استدلال کی کچھ جرح و قدح کیطرف مبذول کرانا چاہتا ہوں :-

پہلی دلیل کے متعلق گذارش ہے۔ کہ بے شک قرآن کی لقمان الحکیم کے حالات کو بیان کرنے کی غرض یہی ہے کہ وحی الٰہی ہی اصل سرچشمہ اس علم و حکمت کا ہے۔ جو اخلاق سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ہمیں اس سے کوئی انکار نہیں۔ مگر اس سے کیا ثابت ہوا۔ سوائے اس کے کہ لقمان کو بھی وحی ہوا کرتی تھی۔ اور یہ ثابت نہیں ہوا۔ کہ ان کو کونسی وحی ہوتی تھی۔ آیا وحی ولایت یا وحی نبوت۔ انکی وحی کو وحی نبوت ثابت کرنا بہت سے دلائل و براہین کو چاہتا ہے۔

دوسری جرح

پھر دوسری دلیل کے متعلق یہ عرض ہے کہ لقمان نے شرک کے خلاف کونسا زور دیا تھا۔ کیا آپ قرآن شریف یا حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے سوائے اپنے ایک بیٹے کے کسی اور کو بھی شرک سے روکا ہو۔ اگر نہیں تو انہوں نے کونسا زور دیا۔ جس سے ان کی نبوت ثابت ہونے لگی۔ اور جس سے وہ زمرۂ انبیاء میں شامل ہو گئے۔

تیسری جرح

پھر تیسری دلیل کے متعلق التماس ہے۔ کہ اگر اَنْ کے استعمال سے لقمان کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ تو کیا جب خدا تعالےٰ کسی اور کو قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً اور انا ارسلنا احمد الی قومہ فرماتا ہے۔ اس سے ان کی نبوت بالاولیٰ ثابت نہیں ہوتی ... علاوہ ازیں یہ کہنا کہ اس طرح کا حکم دینا انبیاء سے خاص ہے بہزار شکل ثابت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن سے دوسری جگہ پر ہمیں اسی قسم کا خطاب یا اسی طرح کا حکم دینا بھی ملتا ہے۔ جس کا مخاطب یا جس کو وہ حکم دیا جاتا ہے وہ نبی نہیں ہوتا۔ مثلاً سورہ القصص ع ۵ میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ واوحینا الیٰ ام موسیٰ ان ارضعیہ۔

اب ہم مولوی محمد علی صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا اس جگہ پر بھی اَنْ قول کی تفسیر ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو آپ کی وہ خصوصیت والی بات کہاں گئی۔ جو حضرت لقمان کے لئے بنائی گئی تھی۔ علاوہ ازیں ہم مولوی صاحب سے یہ بھی دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آیا ہر جگہ اَنْ کی تفسیر قول ہوا کرتا ہے۔ یا کہ صرف اس جگہ۔ کیونکہ اس قسم کی عبارات کئی جگہوں پر آئی ہیں۔ ایک تو خود اسی رکوع میں جہاں کہ آیت ان اشکر للہ ہے مندرج ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ ووصینا الانسان ... ان اشکر لی ولوالدیک الی المصیر لقمان ع ۱۔ پھر سورہ یٰس ع ۶ میں بھی ایک آیت ہے۔ الم اعھد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان انہ لکم عدو مبین وان اعبدونی ھذا صراط مستقیم۔

اگر مندرجہ بالا دونوں جگہوں پر اَنْ کی تفسیر قول ہی ہے۔ تو کیا اس سے یہ نہیں لازم آئے گا۔ کہ ہر ایک انسان اور بنی آدم کو وحی ہوئی ہے۔ اگر یہ بات نہیں تو اپنی تفسیر کو واضح کر کے ممنون فرمادیں۔

درحقیقت اس جگہ ہمیں لقمان الحکیم کے نبی ہونے یا نہ ہونے سے کوئی بحث نہیں ہے۔ بلکہ ہماری غرض صرف اتنی ہے۔ کہ اگر مولوی صاحب فی الواقع حضرت لقمان کو باوجود اس کے کہ خدا تعالےٰ نے ان کو نبی کر کے نہیں کہا۔ اور نہ ہی ان سے پہلے کے نوشتوں میں ان کا نام نبی رکھا ہے۔ اور نہ ہی کسی حدیث سے ثابت ہے۔ کہ وہ نبی تھے۔ اور نہ ہی انہوں نے کبھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور نہ ہی انہوں نے پیشگوئیاں کیں۔ بلکہ محض اور محض مذکورہ بالا دلائل سے ان کو نبی سمجھتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اس شخص کی نبوت آپ کے نزدیک ثابت نہیں ہوتی جس پر بارش کی طرح وحی نازل ہوئی تھی۔ عام وحی نہیں۔ بلکہ خدا نے اس کو اپنے کلام کے ذریعہ سے بکثرت علم غیب عطا کیا۔ اور ہزارہا نشان ان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہاتھ پر ظاہر کئے۔ پھر ان کو ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ بیسیوں دفعہ نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ اور ان کو صرف ان اشکر للہ جیسے فقرہ سے نبی نہیں بنایا بلکہ ان کو خوب تاکید کے ساتھ قل انی رسول اللہ الیکم جمیعاً کہکر ان کو انی حرف تاکید سے نبی بنا دیا ہے۔ علاوہ ازیں پہلے نوشتوں میں بھی ان کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ جن میں بالخصوص قابل ذکر اور واجب التسلیم قرآن کریم اور حدیث شریف ہے۔ پھر خود اس شخص نے دعوی کیا ہے۔ کہ۔

"خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے" (۱۳ رمئی ۱۹۰۸ء)

پھر دوسری جگہ واحد متکلم کر دعوی کرتے ہیں۔ کہ:۔

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

پھر خود مولوی محمد علی صاحب اس شخص کو (علیہ الصلوٰۃ والسلام) زمانہ دراز تک مجدد اور رسول اور نذیر اور نبی آخر زمان اور نبی من ابناء فارس لکھتے رہے ہیں پھر اس شخص کی نبوت کا انکار کرنے سے زیادہ بھی کوئی عجیب بات ہو سکتی ہے۔ اگر ایک شخص کو شرک سے روکنے سے حضرت لقمان کو یہ تعریف مل سکتی ہے کہ انہوں نے شرک کا سخت مقابلہ کیا ہے۔ اتنا نہیں بلکہ وہ اس خدمت سے زمرۂ انبیاء میں بھی شمار کئے گئے۔ تو کیا وہ شخص جو کل ادیان کا موعود ہو کر آیا ہے۔ اور جو صرف مسلمانوں کی اصلاح کے لئے نہیں بلکہ تمام مذاہب والوں کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوا ہے پھر وہ شخص جو کہ صرف ایک شخص یا ایک گھرانے یا ایک شہر یا ایک ملک کے رہنے والوں کو شرک سے بچانے کے لئے نہیں آیا بلکہ تمام اپنی قوم اور تمام اپنے اہل وطن بلکہ تمام یورپ اور ایشیا اور امریکہ کے انسانوں کو شرک سے بچانے کے لئے آیا۔ کیا ان خدمات اور بڑے بڑے کارناموں کے باوجود نبوت اور رسالت سے محروم رکھا جائے گا؟ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ تلک اذا قسمۃ ضیزی اگر یہی مولوی محمد علی صاحب کا عدل اور انصاف ہے۔ تو کیا ہمیں اس بات کے کہنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ کہ مولوی صاحب نے واقع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں نہایت ظلم اور بے انصافی سے کام لیا ہے۔ امید ہے۔ کہ مولوی صاحب اور ان کے رفقاء غور سے ان باتوں کی طرف توجہ کریں گے۔ والسلام۔

(خاکسار ابوبکر احمد سماٹری مولوی فاضل ۱۹ ۳/۱)

شکریہ و شکایت احباب

ہمدردان فاروق کی توجہ کیلئے ہر ہفتے فاروق کی توسیع اشاعت کی عرض کی جاتی ہے۔ لیکن بہت تھوڑے احباب نے اس کی ترقی کی طرف توجہ فرمائی۔ اگر تمام خریداران ایک ایک دو دو خریدار بنانے کی کوشش کرتے تو بہت ہی جلد فاروق کی اشاعت بڑھ جاتی۔ اور وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونیکے قابل ہو جاتا۔ کیا میں امید کروں۔ کہ احباب اس شکایت کو دور فرما کر فاروق کے لئے ایک ایک دو دو خریدار پیدا کر دیں گے اس وقت تک جن دوستوں نے خریدار بنانے میں دلی ہمدردی اور کوشش فرمائی ہے۔ ان میں احباب ذیل خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور دیگر دوستوں کو بھی ان کی تقلید کی توفیق عطا فرماوے۔ سب سے اول قابل ذکر ان میں برادرم ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب آف موگا ہیں۔ جنہوں نے اس وقت تک اپنی کوشش کو جاری رکھا۔ اور دس جدید خریدار فاروق کو عطا کئے۔ ان کے بعد عزیزم بابو فتح محمد صاحب آف کراچی ہیں جو چار خریدار دے چکے ہیں۔ اور مزید کا وعدہ ہے۔ پھر منشی فضل الرحمن صاحب آف سلانہ نے ۶ خریدار عطا فرمائے۔ ان کے بعد مکرمی خانصاحب نعمت اللہ برج انسپکٹر نے ۲ خریدار۔ مکرمی چوہدری عبداللہ خان صاحب بی۔ اے مظفر گڑھ نے دو خریدار۔ مکرمی میاں محمد یوسف صاحب آف ۲

عیسائی مشن،

خدا کے پاک نبیوں پر بائیبل کے ناروا الزامات

(۳)

(۷)

حضرت اسحاق علیہ السلام پر کذب بیانی کا الزام

حضرت اسحاق علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے:۔

"سو اضحاق جرار میں رہا۔ اور وہاں کے باشندوں نے اُس سے اس کی جورو کی بابت پوچھا۔ وہ بولا کہ وہ میری بہن ہے۔ کیونکہ وہ اُسے اپنی جورو کہنے سے ڈرا۔ تا نہ ہو۔ کہ وہاں کے لوگ ربقہ کے لئے اُسے قتل کریں۔ کیونکہ وہ خوبصورت تھی۔ اور یوں ہُوا۔ کہ جب وہ وہاں مدت تک رہا تو فلستیوں کا بادشاہ ابی ملک جھروکے سے باہر دیکھتا تھا۔ اور اُس نے نظر کی اور دیکھا۔ کہ اضحاق اپنی جورو ربقہ سے اختلاط کرتا ہے۔ تب ابی ملک نے اضحاق کو بلا کر کہا۔ کہ دیکھ وہ یقیناً تیری جورو ہے۔ پھر تُو نے کیونکر کہا کہ وہ میری بہن ہے۔ اضحاق نے اس سے کہا۔ اس لئے کہ میں نے کہا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ میں اس کے واسطے مارا جاؤں" (پیدائش $\frac{۲۶}{۶ تا ۱۰}$)

حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کو جس قدر خدا پر بھروسہ ہوتا ہے۔ کسی اور انسان کو نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ناممکن اور بالکل ناممکن ہے۔ کہ وہ خدا کی طرف سے ناامید ہو کر اپنی جان بچانے کی خاطر خدائی احکام کی پرواہ نہ کریں۔ اور جھوٹ ایسے مذموم فعل کا ارتکاب کریں۔

قرآن مجید حضرت اسحاق کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ایک عظیم الشان بشارت قرار دیتا ہے جیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمایا:۔ وبشرنہ باسحٰق نبیاً من الصالحین و بارکنا علیہ وعلیٰ اسحٰق (۳۷-۱۱۲) پس قرآن شریف حضرت اسحٰق کو نبی اور صالحین میں سے قرار دیکر اُس الزام کی بڑے زور سے تردید کرتا ہے۔ جو بائیبل اُن پر قائم کرتی ہے۔ کیونکہ بشارت ہمیشہ صالحین کی ملا کرتی ہے۔ نہ کہ ناپاک انسانوں کی بھی ؛

حضرت یعقوب علیہ السلام پر غداری کا الزام

حضرت یعقوب علیہ السلام پر بائیبل یہ الزام لگاتی ہے کہ انہوں نے فریب اور دھوکے سے پیغمبری حاصل کی۔ چنانچہ لکھا ہے :۔

"اور یُوں ہُوا۔ کہ جب اضحاق بوڑھا ہُوا۔ اور اس کی آنکھیں دھندلا گئیں۔ ایسا کہ وہ دیکھ نہ سکتا تھا۔ تو اُس نے اپنے بڑے بیٹے عیسو کو بلایا اور کہا کہ اے میرے بیٹے۔ وہ بولا دیکھ میں حاضر ہوں۔ تب اُس نے کہا۔ کہ اب دیکھ میں بوڑھا ہُوا۔ اور میں اپنے مرنے کا دن نہیں جانتا۔ سو اب میں تجھ سے منت کرتا ہوں۔ کہ اپنا ہتھیار۔ اپنا ترکش اور اپنی کمان لے۔ اور جنگل کو جا۔ اور میرے لئے شکار کر۔ اور میرے لئے لذیذ کھانا جیسا کہ میں چاہتا ہوں۔ طیار کر۔ اور میرے آگے لا۔ کہ میں کھاؤں۔ تاکہ میں جی سے اپنے مرنے کے آگے تجھے برکت بخشوں۔ اور جب اسحاق اپنے بیٹے عیسو سے باتیں کرتا تھا۔ تب ربقہ نے سُنا۔ اور عیسو جنگل کو گیا تھا۔ کہ شکار مارے اور لے آئے۔

تب ربقہ نے اپنے بیٹے یعقوب سے ہمکلام ہو کے کہا۔ کہ دیکھ میں نے تیرے باپ کی سُنی۔ کہ تیرے بھائی عیسو سے ہمکلام ہو کے کہا۔ کہ میرے لئے شکار لا۔ اور میرے واسطے لذیذ خوراک طیار کر۔ تاکہ میں کھاؤں۔ اور اپنے مرنے سے پیشتر خداوند کے آگے تجھے برکت بخشوں۔ سو اب اے میرے بیٹے اس حکم کے موافق جو میں تجھے دیتی ہوں۔ میری بات کو مان۔ اب گلے میں جا کے وہاں سے بکری کے دو اچھے اچھے بچے میرے پاس لا۔ اور میں تیرے باپ کے لئے

ویسا کہ وہ چاہتا ہے پکواؤنگی۔ اور تُو اُسے اپنے باپ کے آگے لائیو۔ تاکہ وہ کھائے اور اپنے مرنے سے پیشتر تجھے برکت بخشے۔ تب یعقوب نے اپنی ماں ربقہ سے کہا۔ دیکھ میرے بھائی عیسو کے بدن پر بال ہیں۔ اور میرا بدن صاف ہے۔ شائد میرا باپ مجھے چھوئے۔ اور میں اُس کے پاس دغاباز ٹھہروں۔ اور برکت نہیں بلکہ لعنت اپنے اوپر لاؤں۔ اُسکی ماں نے اُسے کہا۔ کہ تیری لعنت مجھ پر ہو اے میرے بیٹے۔ تو صرف میری بات مان۔ اور جا کے میرے لئے انہیں لا۔ تب وہ گیا۔ اور انہیں اپنی ماں پاس لے آیا۔ اور اُس کی ماں نے لذیذ کھانا جیسا کہ اُس کا باپ چاہتا تھا پکوایا۔ اور ربقہ نے اپنے بڑے بیٹے عیسو کی نفیس پوشاکیں جو گھر میں اُس کے پاس تھیں لیں۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے کو پہنائیں۔ اور بکری کے بچوں کی کھال اُس کے ہاتھوں اور اس کی گردن پر جہاں بال نہ تھے لپیٹی۔ اور وہ لذیذ کھانا اور روٹی جو اُس نے طیار کی تھی اپنے بیٹے یعقوب کے ہاتھ دی ؛

تب اُس نے اپنے باپ پاس آکر کہا۔ اے میرے باپ۔ وہ بولا دیکھ میں یہاں ہوں۔ تُو کون ہے۔ میرے بیٹے۔ یعقوب اپنے باپ سے بولا۔ کہ میں عیسو ہوں تیرا پلوٹھا۔ جیسا تو نے مجھ سے کہا میں نے ویسا ہی کیا۔ اٹھ بیٹھے اور میرے شکار میں سے کچھ کھائیے۔ تاکہ تو جی سے مجھے برکت بخشے۔ تب اضحاق نے اپنے بیٹے سے کہا۔ کہ یہ کیونکر ہُوا۔ کہ تُو نے ایسا جلد پایا ہے اے میرے بیٹے۔ وہ بولا اس لئے کہ خداوند تیرا خدا میرے آگے لایا۔ تب اضحاق نے یعقوب کو کہا۔ کہ میرے بیٹے نزدیک آ۔ کہ میں تجھے چھوؤں۔ کہ تو میرا وہی بیٹا عیسو ہے کہ نہیں۔ اور یعقوب اپنے باپ اضحاق کے پاس گیا۔ اور اُس نے اُسے چھُو کر کہا۔ کہ آواز تو یعقوب کی ہے۔ پر ہاتھ عیسو کے ہیں۔ اور اُس نے اُسے نہ پہچانا۔ اس لئے کہ اس کے ہاتھوں پر اس کے بھائی عیسو کے ہاتھوں کی طرح بال تھے۔ سو اُس نے

اُسے برکت دی۔ اور کہا کہ تو میرا وہی بیٹا عیسو ہے وہ بولا کہ میں وہی ہوں۔ تب اُس نے کہا۔ کہ تُو میرے پاس لا۔ کہ میں اپنے بیٹے کے شکار سے کچھ کھاؤں تاکہ جی سے تجھے برکت دوں۔ سو وہ اس پاس لایا۔ اور اُس نے کھایا۔ اور وہ اُس کے لئے مئے لایا۔ اور اُس نے پی۔ پھر اُس کے باپ اضحاق نے اُسے کہا۔ کہ اے میرے بیٹے اب نزدیک آ۔ اور مجھے چوم۔ وہ نزدیک گیا۔ اور اُسے چوما۔ تب اُس نے اُس کے لباس کی باس پائی۔ اور اُسے برکت دی۔ اور کہا۔ کہ دیکھ میرے بیٹے کی ریح اُس کھیت کی ریح کی مانند ہے۔ جس میں خداوند نے برکت بخشی ہے۔ خدا آسمان کی اوس اور زمین کی چکنائی اور اناج اور مئے کی زیادتی تجھے بخشے۔ قومیں تیری خدمت کریں۔ گروہیں تیرے آگے جھکیں۔ تو اپنے بھائیوں کا خداوند ہو۔ اور تیری ماں کے بیٹے تیرے آگے خم ہوں۔ ہر ایک جو تجھ پر لعنت کرے۔ ملعون ہو مگر وہ جو تیرے لئے برکت چاہے مبارک ہو ؛

اور یُوں ہُوا۔ کہ جُوں اضحاق یعقوب کو برکت دے چکا۔ اور یعقوب اپنے باپ اضحاق کے حضور سے باہر چلا۔ وہیں اس کا بھائی عیسو اپنے شکار سے پھرا۔ اُس نے بھی لذیذ کھانا پکایا تھا۔ اور اُسے اپنے باپ پاس لایا۔ اور اپنے باپ سے کہا۔ کہ میرے باپ اُٹھے۔ اور اپنے بیٹے کا شکار کھائیے۔ تاکہ آپ جی سے مجھے برکت دیں۔ اس کے باپ اضحاق نے اُس سے پوچھا۔ کہ تو کون ہے۔ وہ بولا میں عیسو تیرا پلوٹھا بیٹا ہوں۔ تب اضحاق بشدت کانپا۔ اور بولا۔ وہ کون تھا۔ اور کہاں ہے۔ وہ جو شکار کر کے میرے پاس لایا۔ اور میں نے سب میں سے تیرے آنے کے آگے کھایا۔ اور اُسے برکت دی۔ ہاں وہ مبارک ہوگا۔ عیسو اپنے باپ کی باتیں سنتے ہوئے شدت سے چلا چلا اور پھوٹ پھوٹ کر رویا۔ اور اپنے باپ سے کہا۔ کہ اے میرے باپ مجھے ہاں مجھے بھی برکت دیجئے۔ وہ بولا۔ کہ تیرا بھائی دغا سے آیا اور تیری برکت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لے گیا۔" (پیدائش ۲۷/۳۱ تا ۳۶)

اس واقعہ میں حضرت یعقوب علیہ السلام پر جھوٹ بولنے اور دھوکا و فریب دینے کا الزام بائیبل نے لگایا ہے۔ مگر قرآن میں آتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا۔ انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظالمین فرمایا۔ تیری اولاد میں سے بنی تو ضرور ہوں گے۔ مگر جو ظالم ہوں گے۔ خدا ان کو نبوت کے انعام سے محروم رکھے گا۔ اب دوسری آیات میں خدا نے صریحاً حضرت یعقوب علیہ السلام کو نبی کہا ہے۔ تو پتہ لگا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے یعقوب علیہ السلام پر ظلم کا الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر ظلماً انہوں نے پیغمبری حاصل کی۔ تو خدا کا قول لا ینال عھدی الظالمین رائگاں جاتا ہے۔ پس حقیقت یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام ظالم نہ تھے۔ مگر افسوس موجودہ بائیبل آپ پر ظلم کا الزام عائد کرتی اور آپ کو مجرم اور قصوروار ٹھہراتی ہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام پر شرک کا الزام

حضرت ہارون علیہ السلام پر بائیبل شرک کا الزام لگاتی ہے۔ یعنی وہ الزام جس کے مٹانے کے لئے ہی تمام انبیاء دنیا میں تشریف لایا کرتے ہیں۔ لکھا ہے:۔

"جب لوگوں نے دیکھا۔ کہ موسیٰ پہاڑ سے اترنے میں دیری کرتا ہے۔ تو وہ ہارون کے پاس جمع ہوئے۔ اور اُسے کہا۔ کہ اٹھ ہمارے لئے معبود بنا کہ ہمارے آگے چلیں۔ کیونکہ یہ مرد موسیٰ جو ہمیں مصر کے ملک سے نکال لایا۔ ہم نہیں جانتے۔ کہ اُسے کیا ہوا۔ ہارون نے انہیں کہا۔ کہ زیور سونے کے جو تمہاری جوروؤں اور تمہارے بیٹوں اور تمہاری بیٹیوں کے کانوں میں ہیں۔ توڑ توڑ کے مجھ پاس لاؤ۔ چنانچہ سب لوگ سونے کے زیور جو ان کے کانوں میں تھے توڑ توڑ کے ہارون کے پاس لائے۔ اور اس نے اُن کے ہاتھوں سے لیا۔ اور ایک بچھڑا ڈھال کر اس کی صورت چھنی کے ہتھیار سے درست کی۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ اے اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے۔ جو تمہیں مصر کے ملک سے نکال لایا۔ اور جب ہارون نے یہ دیکھا۔ تو اُس کے آگے ایک قربان گاہ بنائی۔ اور ہارون نے یہ کہہ کے منادی کی۔ کہ کل خداوند کے لئے عید ہے۔ اور وہ صبح کو اُٹھے۔ اور سوختنی قربانیاں چڑھائیں اور سلامتی کی قربانیاں گذرائیں۔ اور لوگ کھانے پینے کو بیٹھے اور کھیلنے کو اُٹھے۔" (خروج ۳۲/۱ تا ۵)

اس عبارت میں حضرت ہارون علیہ السلام پر بت گری اور لوگوں کو اُس کی پرستش کرنے کا حکم دینے کا الزام ہے۔ مگر قرآن مجید میں آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ فانا قد فتنا قومک من بعدک واضلھم السامری (۲۰-۸۵) ہم نے تیری قوم کو آزمایا۔ اور ان کو سامری نے گمراہ کر دیا۔ پس سامری اس گناہ کا مرتکب ہوا۔ نہ کہ ہارون۔ ایک اور جگہ فرمایا۔ ولقد قال لھم ھارون من قبل یا قوم انما فتنتم بہ وان ربکم الرحمٰن فاتبعونی واطیعوا امری۔ پس قرآن نے بڑے زور سے تردید کی ہے۔ اب تم خود فیصلہ کرو۔ قرآن قابلِ اتباع ہے یا کہ بائیبل۔

حضرت داؤد علیہ السلام پر زنا کا الزام

حضرت داؤد علیہ السلام پر بائیبل نے زنا کا الزام لگایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"ایک دن شام کو ایسا ہوا۔ کہ داؤد اپنے بچھونے پر سے اٹھا۔ اور بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا۔ اور وہاں سے اُس نے ایک عورت کو دیکھا۔ جو نہا رہی تھی۔ اور وہ نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤد نے اُس عورت کا حال دریافت کرنے کو آدمی بھیجے۔ انہوں نے کہا۔ کیا وہ العام کی بیٹی بنت سبع حتی اوریاہ کی جورو نہیں۔ اور داؤد نے لوگ بھیج کے اُس عورت کو بلا لیا۔ چنانچہ وہ اُس پاس آئی اور وہ اُس سے ہمبستر ہوا۔ کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے گھر کو چلی گئی۔ اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ سو اُس نے داؤد پاس خبر بھیجی۔ کہ میں حاملہ ہوں۔"

(۲ سموئیل ۱۱/۲ تا ۵)

"صبح کو داؤد نے یوآب کے لئے ایک خط لکھا اور اوریاہ کے ہاتھ میں دیکے اسے بھیجا۔ اور اُس نے خط میں یہ لکھا۔ کہ اوریاہ کو سخت لڑائی کے وقت اگاڑی کیجیو۔ اور اس کے پاس سے پھر آئیو۔ تاکہ وہ مارا جائے۔ اور جان بحق ہو۔ اور ایسا ہوا۔ کہ یوآب جو اس شہر کے گرداگرد کی حالت دیکھنے گیا۔ تو اُس نے اوریاہ کو ایسے مقام پر جہاں اس نے جانا کہ جنگی لوگ وہاں ہیں مقرر کیا۔ اور اُس شہر کے لوگ نکلے۔ اور یوآب سے لڑے۔ اور وہاں داؤد کے خادموں میں سے کچھ سے لوگ کام آئے۔ اور حتی اوریاہ بھی مارا گیا۔"

(۲ سموئیل ۱۱/۱۴ تا ۱۷)

"اوریاہ کی جورو اپنے شوہر اوریاہ کا مرنا سُن کے سوگ میں بیٹھی۔ اور جب سوگ کے دن گذر گئے تو داؤد نے اُسے اپنے گھر پر بلوا لیا۔ اور وہ اس کی جورو ہوئی۔ اور اس کے لئے بیٹا جنی۔ پر وہ کام جو داؤد نے کیا تھا۔ خداوند کی نظر میں برا ہوا۔" ۲ سموئیل ۱۱/۲۶ و ۲۷

اس کے مقابل پر قرآن کہتا ہے۔ واذکر عبدنا داؤد ذا الاید انہ اواب۔ داؤد صاحب قوت تھا وہ ہماری طرف بہت ہی رجوع کرنے والا تھا۔ اسی طرح فرمایا۔ ان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب۔ ہمارے پاس اس کا مرتبہ قرب ہے۔ اور نہایت اچھی جگہ۔

غرض قرآن کہتا ہے۔ کہ آپ بات بات میں خدا کیطرف رجوع کرنیوالے تھے نہ کہ دنیائے دنی کے پیچھے چلنے والے۔ مگر افسوس بائیبل نے آپ کی طرف وہ ناروا اور حرامکاری کا فعل منسوب کیا ہے۔ جس سے عام معمولی اخلاق والے انسان بھی ہمیشہ بچنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ جنہوں نے خدا کے نبیوں پر جنہیں اُن لوگوں پر جنہیں اُن لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کرنا چاہا۔ اور انہوں نے کی طرف سے اس ناجائز افعال منسوب کر کے خود تمام میں اپنا منہ کالا کیا۔

(باقی آیندہ) (محمد یعقوب مربی فاروق قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان کی آزادی

(بیو)

آج کل ہر گھر میں آزادی کا چرچا ہو رہا ہے۔ ۱۹۲۲ء میں پہلی مرتبہ جب یہ تحریک شروع ہوئی۔ تو اس کا اثر صرف بڑے بڑے شہروں تک محدود رہا مگر اب اس تحریک نے ایک عالمگیر شکل اختیار کر لی ہے۔ ہندوستان کا کوئی متنفس نہیں خواہ شہری ہو خواہ دیہاتی جس کی زبان پر آزادی کا لفظ جاری نہ ہو اور اس کے دل میں غلامی کے جوئے کو اتار پھینکنے کی ایک زبردست تڑپ نہ پائی جاتی ہو۔ جہاں شہروں میں ایک آگ سی لگی ہوئی ہے۔ وہاں دیہات بھی اس سے خالی نہیں ؛

میرے خیال میں دنیا کا کوئی شریف انسان ایسا نہ ہوگا۔ جو اس آزادی کے جذبہ کو قدر کی نگاہ سے نہ دیکھتا ہو۔ گو اسے حصول آزادی کے طریق کار سے اختلاف ہو۔ مگر اس طبعی جذبے کو ہر متنفس خوش آمدید کہتا ہے۔ اور میرے جیسا مذہبی انسان یعنی بالفاظ دیگر ایک احمدی تو آزادی کے نام پر قربان ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ تمام دنیا کو آزاد کرے۔ اور مذہب اسلام نے جس قدر آزادی اور مساوات پر زور دیا ہے وہ عدیم النظیر ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا اقتحم العقبۃ ۝ وما ادرٰک ما العقبۃ ۝ فک رقبۃ او اطعام فی یوم ذی مسغبۃ (سورۃ البلد پ ۳۰) کیوں نہ داخل ہوا وہ دشوار گذار گھاٹی میں۔ اور تجھے کیا معلوم کہ وہ گھاٹی کیا ہے۔ وہ گردن کا آزاد کرنا اور بھوک والے دن میں کھانا کھلانا ہے۔ بے شک غلامی اور بھوک لازم ملزوم ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج ہندوستان کے باشندے باوجود بہترین ملک ہونے کے فاقوں مرتے ہیں۔

زمانہ حال میں آزادی کا حقیقی علمبردار

گو لفظ آزادی بہت پیارا لفظ ہے۔ مگر بعض انسان اپنی کم علمی کے باعث اسے بہت محدود کر لیتے ہیں۔ اور محدود بھی ایسا کہ جو بعض اوقات صفر کے برابر ہوتا ہے۔ انہیں اس امر کا خیال نہیں ہوتا۔ کہ ہم خود ہی آزاد نہ ہوں۔ بلکہ اپنے ساتھ دنیائے عالم کو آزاد کریں۔ اور ہماری آزادی اس امر پر منحصر نہ ہو۔ کہ صرف غیر ملکی حکومت ہم پر حکمراں نہ ہو۔ بلکہ کوئی باطل خیال۔ عدم رواداری۔ رسم و رواج۔ جھوٹا مذہب کسی کا جو اہم پر نہ ہو۔ آج ہندوستان کی یہ حالت ہے۔ کہ کروڑوں انسان صرف اس باطل خیال میں مبتلا ہیں۔ کہ دوسرے انسان کے چھو جانے سے خواہ وہ ان کا آقا ہو۔ اور یہ اس کے غلام ہوں وہ پلید ہو جاتا ہے۔ اور جانوروں کی پرستش کی جاتی ہے۔ ہزار بکریاں ذبح کرو۔ کوئی کچھ نہ کہیگا۔ ایک گائے ذبح کرو۔ تو انسان کو اس جانور کی خاطر قتل تک کرنے سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ جس کی خاطر وہ جانور پیدا کیا گیا۔ رواداری کا یہ حال ہے کہ دوسرے لوگوں کو مجبور کیا جاتا ہے۔ کہ تمہاری غذا بھی وہ نہ ہو جسے ہم پسند نہ کریں۔ اور ایک دوسرے کے خلاف نہایت اشتعال انگیز اور گندی تحریریں شائع کی جاتی ہیں۔ اور پھر ایسے مفسدوں کی پیٹھ ٹھونکی جاتی ہے۔ مذاہب کا یہ حال ہے۔ کہ آئے دن اس میں ترمیمیں کی جاتی ہیں۔ مگر اتنی جرأت نہیں کہ ایسے مذہب ہی کو قبول کر لیا جاوے جو اکمل ہے۔ اور جس کی تعلیم ہر زمانہ کے لئے کافی ہے۔ اور جس میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں ؛

مسٹر گاندھی۔ پٹیل۔ مالوی۔ جواہر لال نہرو ہندوؤں سے اور مولانا محمد علی مولانا شوکت علی۔ مولانا انصاری۔ مولانا حسرت موہانی مسلمانوں سے ہندوستان کی قسمت کے فیصلے کے لئے جدوجہد میں مصروف ہیں۔ مگر ان سب سے بڑا انسان جس نے نہ صرف آزادی کی ایک ادنیٰ قسم پر زور دیا۔ بلکہ لاکھوں انسانوں کی ایک ایسی بے نظیر جمعیت قائم کر دی۔ جو کامل طور پر آزاد ہے۔ کیونکہ تمام قسم کے جوئے جو ایک شریف انسان کے لئے قابل عار ہو سکتے ہیں۔ اس نے اپنے کندھوں سے اتار پھینکے۔ اور انشاء اللہ دنیا دیکھیگی کہ نہ صرف ہندوستان ہی بلکہ سب جہان اسکی بدولت یہ آزادی حاصل کرے گا ؛

اور اب جب کہ آزادی کے لفظ سے لوگ پیار کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تمام ہندوستانیوں کی توجہ اس آواز کی طرف پھیروں جو قادیان کی مقدس سرزمین سے بلند ہوئی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان اگر آزاد ہو سکتا ہے۔ اور آرام و چین سے زندگی بسر کر سکتا ہے تو محض اس آواز کے پیچھے چلکر جو خدا کی طرف سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے وجود سے دنیا میں ظاہر ہوئی۔ اس لئے آزادی کے حقیقی علمبردار کی طرف آؤ۔ کہ جس کے طفیل نہ صرف اس دنیا میں آزادی تمہیں حاصل ہو گی۔ بلکہ اس زندگی میں بھی تم آزاد ہو گے جو ہمیشہ ہمیش کی زندگی ہے۔ اور جس کے بعد کوئی موت نہیں۔ ورنہ رسول نافرمانی اور قانون شکنی سے سوائے ملک میں بدامنی پیدا کرنے کے حقیقی اور سچی آزادی کبھی حاصل نہ ہو گی۔ جس آزادی کو تم چاہتے ہو۔ وہ صدہا قیدوں اور غلامیوں سے بدتر ہے۔ قانون شکنی جیسا جرم آزادی کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ نہ کوئی انسان بغیر کسی قانون کی پابندی کے زندگی گذار سکتا ہے ؟

(عبدالاحد مولوی فاضل قادیان)

وصیت نمبر ۳۱۳۷

میں محمد ابراہیم ولد عبدالغفار قوم ڈار کشمیری پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۵ء ساکن موضع دولتنگر ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمدنی مبلغ ۱۹ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ محمد ابراہیم بقلم خود حال وارد قادیان ؛

گواہ شد:۔ فضل الٰہی بقلم خود سکنہ لالہ موسیٰ حالوارد قادیان ؛

گواہ شد:۔ محمود احمد احمدی۔ مع کمیانہ حال وارد قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بقیہ صفحہ نمبر ۴)

مقصد یہ ہے۔ کہ خدا کی سلطنت قدیم ہے نہ حادث خدا ہمیشہ سے مخلوق رکھتا ہے۔ اور شکر رکھتا ہے۔ اور رکھے گا۔ خدائی فیض اور اس کی تجلیات برابر جاری ہیں۔ کسی قسم کی بندش نہیں ہے۔ جیسا کہ آفتاب کی شعاع و حرارت کبھی بند نہیں ہوتی۔

شیخ بہاء اللہ کی عبارت منقولہ سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ دور وحدت اور دور خلق کا جو نوبت بہ نوبت ظہور میں آنے سے ایک دوسرے کے ظہور کے لئے مانع اور منافی ہے۔ جس میں مقابل کی صفات کا سیاقی طور پر تعطل تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ قائل معلوم نہیں ہوتا۔ دوسرے شیخ مذکور خدا تعالےٰ کی صفات اور اس کے فیوض کے ظہور کو آفتاب کی شعاع اور حرارت کی مثال میں سمجھ کر خدا تعالےٰ کو فاعل بالارادہ اور فاعل بالاختیار نہیں سمجھتا۔ اور ان دونوں باتوں میں سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ اس کے مخالف ہیں۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحبؑ کا یہ فرمانا کہ:۔

"خدا کی کسی صفت کے لئے تعطل دائمی تو نہیں مگر تعطل میعادی کا ہونا ضروری ہے"

شیخ بہاء اللہ کے خلاف بات ہے۔ اور گو خلاف ہے لیکن سچ یہی ہے۔ کیونکہ تعطل میعادی سے خدا تعالےٰ کا فاعل بالارادہ ہونا اور فاعل مختار ہونا پایا جاتا ہے۔ کہ وہ جب چاہتا ہے اپنے علم اور حکمت سے اور اپنے ارادہ سے بعض صفات کے فیوض کو جس وقت تک چاہتا ہے جاری رکھتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے بند کر دیتا ہے۔ اور جس وقت تک بند رکھنا چاہتا ہے بند رکھتا ہے۔ لیکن اگر سورج اور اس کی شعاع اور حرارت کی مثال میں خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور سمجھا جائے۔ تو اس سے خدا تعالےٰ کو فاعل بالخاصہ ماننا پڑے گا۔ جس سے خدا تعالےٰ کی صفت ارادہ اور صفت علم اور حکمت اور اس کی ہر صفت افاضہ کا احسان جس سے اس کا شکریہ اور اس کی عبادت کرنا واجبات سے ہے۔ ان سب صفات مذکورہ کی نفی لازم آتی ہے۔ کیونکہ فیضان اور احسان والی صفات کے افاضہ سے انسان اسی وقت کسی کا شکر گذار ہونا چاہتا ہے۔ جب دیکھتا ہے۔ کہ وہ محسن بالارادہ اور فیاض بالعلم والحکمت ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ باوجودیکہ کنین کے ذریعہ تپ دور ہوتا ہے انسان کنین کا شکریہ نہیں کرتا۔ لیکن ڈاکٹر اور طبیب کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اس لئے کہ کنین کا افادہ میں اس کی مرضی اور اس کے ارادہ اور علم و حکمت کا دخل نہیں۔ لیکن اس کے استعمال کے وقت محل اور موقع کے لحاظ سے اور کنین کی مقدار اور وقت استعمال کے لحاظ سے ڈاکٹر اور طبیب کے علم و حکمت اور فعل یا ارادہ کا دخل ہوتا ہے۔ اس لئے ڈاکٹر اور طبیب کا شکریہ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن کونین کا نہیں کیا جاتا۔ پس جو لوگ خدا تعالےٰ کو سورج کی سی ایک مشین سمجھتے ہیں۔ جس کے چلنے میں اس کے علم۔ ارادہ اور حکمت کا دخل نہیں۔ بلکہ کسی دوسری ہستی کا دخل ہے۔ جس کے ارادہ اور علم و حکمت سے مشین چل رہی ہے۔ تو کیا خدا کو اس طرح سے سمجھنے میں وہ قابل شکریہ اور قابل عبادت ٹھہر سکتا ہے۔ پس شیخ بہاء اللہ صاحب ایرانی اور حضرت مرزا صاحبؑ کے پیش کردہ مسئلہ میں بہت بڑا بھاری فرق ہے۔ کاش مولوی صاحب کو سخن فہمی کا ملکہ حاصل ہوتا۔ ورنہ سخن فہم اصحاب ان کی نسبت یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ ؎

سخن شناس نئی بیوفا خطا اینجاست

اب اہل فہم حضرات خوب سمجھ گئے ہونگے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ تو وہ طوفان اور ناپاک الزام اور گندہ بہتان کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے قدامت نوع خلق کا عقیدہ آریہ اور برہمو فرقہ سے لیا ہے۔ کس قدر افترا سے لبریز ہے؟ (باقی ہدیہ)

(بقیہ صفحہ ۲)

کرنے کی تجویز ہے۔ اور رہنماؤں کو لنڈن میں جمع کرنے کے انتظامات بڑی سرگرمی سے عمل میں لائے جا رہے ہیں۔ اگرچہ یہ تاریخ بعض امور کے لحاظ سے جو میں چاہتا تھا۔ زیادہ دور ہے۔ لیکن اس سے ہندوستانی مندوبین کو مستعمرات کے نمایندوں سے ذاتی تعلقات قائم کرنے کا موقع مل جائیگا۔ کیونکہ وہ بھی ان دنوں امپیریل کانفرنس کے خاتمہ کے بعد فوراً عمل میں آئیگا۔ جو لوگ میرے ارادہ سے بہترین طور پر واقف ہیں۔ وہ اس بات کو محسوس کریں گے۔ کہ اس حکمت عملی کے نتیجہ پر کس قدر اہم امور کا انحصار ہے۔ لیکن جو تعمیری کام ہم شروع کرنے کے لئے سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ اسے صرف بدامنی سے نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس لئے میں تمام ہندوستان بھر کے اشخاص سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ ان واقعات پر تحمل اور بردباری سے غور کریں۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ اس وقت ہندوستان میں عام خواہش پائی جاتی ہے۔ کہ حقیقی سیاسی ترقی حاصل کی جائے۔ مجھے ہندوستان سے اس قدر محبت ہو گئی ہے کہ میں اس ملک کی سیاسی زندگی کی حقیقی اور لازمی ترقی کے لئے امداد دینے کی کوشش ترک نہیں کر سکتا۔

اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کیجائیگی

ایسا ارتقاء حقیقی مسائل کے حل پر منحصر ہے۔ جن میں سب سے زیادہ اہم مسئلہ یہ ہے۔ کہ اقلیتوں کی آیندہ پوزیشن کیا ہوگی۔ جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے۔ کہ کوئی ایسا تصفیہ اطمینان بخش خیال نہیں کیا جا سکتا۔ جو کہ ان اہم اقلیتوں کے نزدیک مقبول نہ ہو۔ جنہیں آئیندہ دستور کے ماتحت زندگی بسر کرنی ہے۔ اور جو کہ ان میں حفاظت اور سلامتی کا احساس پیدا کرے۔

لیکن جب تک سول نافرمانی کے ذمہ دار اشخاص حقائق کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔ اور اس طرح اندھا دھند بہے چلے جا رہے ہیں۔ گویا سب سے ضروری کام یہی ہے۔ کہ نتائج و عواقب کا خیال کئے بغیر قوانین کو توڑتے چلے جائیں۔ اس وقت تک وہ ان مقاصد کو بھی معرض التواء میں ڈال رہے ہیں جن کی تکمیل ان کے نزدیک ہندوستان کے لئے ضروری ہے۔ ممکن ہے دوسرے لوگ جو ان کی طرح واقعات و حقائق کو پس پشت ڈالنے کے خواہاں نہیں ہیں۔ اب تک ان مقاصد کے حصول کے لئے اچھی خاصی منزل طے کر چکے ہیں۔ ۱۲ مئی۔ (دستخط ولارڈ اروین)

اطلاع:۔ جن خریداران کا چندہ اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو گیا ہے انکے نام اگلا پرچہ وی پی ہوگا۔ وہ وصول کر لیں۔ (مینجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت نمبر ۳۲۱۹

میں نواب دین ولد بگے خاں قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۶ء ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ مارچ ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ ایک مکان پختہ واقعہ محلہ دارالرحمت قادیان قیمتی اندازاً ایک ہزار روپیہ اور ایک مکان پختہ وخام واقع کٹڑہ اسلام آباد امرتسر قیمتی اندازاً ۲۰۰۰ روپیہ ہے۔ علاوہ اس کے میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ ۴۵ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ لہذا یہ وصیت نامہ لکھ دیا ہے۔ تاکہ سند رہے۔

العبد:۔ نواب دین محرر دفتر دعوۃ و تبلیغ قادیان ضلع گورداسپور۔

گواہ شد:۔ شیر علی عفی عنہ از قادیان دارالامان ؛

گواہ شد:۔ رحمت علی مبلغ سماٹرا۔ بقلم خود ؛

گواہ شد:۔ برکت علی خاں ہیڈ کلرک دفتر نظارت بیت المال۔ قادیان ؛

وصیت نمبر ۳۲۲۵

میں بھیو خاں ولد غلام حسین خاں قوم راجپوت پیشہ زمینداری و ملازمت عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن سڑوعہ تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ مارچ ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ؛

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ اراضی زرعی ۱/۲ ۲ گھماؤں از قسم چاہی و بارانی قیمتی ۸۰۰ روپیہ ہے۔ علاوہ اس کے ۱/۲ اکنال اراضی بارانی قیمتی ۱۰۰ روپیہ ہے۔ اور ۱/۲ ۲ گھماؤں زمین سے دس کنال اراضی میں نے اپنے بھائی نتھے خاں کے پاس بعوض مبلغ چار صد روپیہ پر رہن رکھی ہوئی ہے۔ میرا گذارہ ملازمت پر تھا۔ مگر اب میں نے ملازمت ترک کر دی ہے۔ اور تجارت کا کام شروع کرنے والا ہوں۔ لہذا میں تازیست اپنی زندگی میں اپنی آمدنی کا ماہوار ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات متروکہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ والسلام۔ نوشتہ بمقام قادیان

العبد:۔ بھیو خاں ولد غلام حسین خاں ؛

گواہ شد:۔ سید رحمت علی شاہ احمدی امام مسجد سڑوعہ ؛

گواہ شد:۔ سید حسن شاہ احمدی بقلم خود ؛

بہرے سننے لگے

۱۲

جو لوگ بہرہ پن۔ دماغ میں آوازیں یا زکام کے مریض ہوں۔ انہیں اورل ہرب کمپاؤنڈ کا استعمال نہایت ضروری ہے۔ اس پرانی طرز کی جڑی بوٹیوں سے مرکب دوا سے بے شمار ایسے مریضوں کو جو عرصہ سے امراض بالا میں مبتلا تھے۔ اور جن میں سے اکثر کو ناقابل علاج سمجھا گیا تھا۔ کافی طور سے افاقہ ہو گیا ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "میں اکثر اوقات اپنے مریضوں کو اورل ہرب کمپاؤنڈ" کا استعمال کراتا ہوں۔ اور ہمیشہ اس دوا کے نتائج کو اطمینان بخش پاتا ہوں۔ قیمت فی بکس تین روپے محصول ڈاک معاف۔ دوا کے متعلق مفصل لٹریچر مفت ؛

ملنے کا پتہ

اورل میڈیکیشن کمپنی ۱۶۰ برکسٹن روڈ برمنگھم انگلستان ؛

Aural Medication Co.
160 Birchfield Road
Birmingham
England

ڈاکٹر ۱۲

محمد عبدالرحمن صاحب آئی۔ ایم۔ ڈی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے

کنگ آف ٹانکس

کے اجزاء کو دیکھا ہے۔ جو کہ قیمتی اور بہترین ادویہ کا بنایا ہوا گولیوں کی صورت میں مفید مرکب ہے

کنگ آف ٹانکس

اعصابی کمزوری کے مریضوں کو استعمال کرانے سے مفید پایا ہے ؛

قیمت ۶۰ گولی معہ ۳۰۰ گولی للّٰہ ۵ روپے معہ محصول ڈاک ؛

شربت فولاد

شربت فولاد:۔ جو کہ کچلا۔ سنکھیا اور دیگر بہت سی ادویہ کا ایک لذیذ اور خوشگوار شربت ہے ؛

شربت فولاد:۔ عورتوں کی خاص بیماریوں مثلاً عام کمزوری رنگ کا زرد پڑ جانا۔ اور ہسٹریا کے لئے از حد مفید ہے۔

شربت فولاد:۔ مرض اٹھرا کا بہت بڑا دشمن ہے ؛

شربت فولاد:۔ ایام حمل میں استعمال کرنے سے بچہ تندرست اور مضبوط پیدا ہوتا ہے ؛

شربت فولاد:۔ کے میٹھا ہونے سے ہر ایک عورت شوق سے استعمال کرتی ہے۔

شربت فولاد:۔ کا ایک چھوٹا چمچہ دن میں تین مرتبہ بعد غذا استعمال کریں ؛

شربت فولاد:۔ کی ساٹھ خوراکوں کی قیمت صرف تین روپے محصول ڈاک ۸ر ؛

تیار کردہ:

فیض عام آئیرن ہال قادیان پنجاب

نوٹ

فرمائش کے ساتھ اخبار کا حوالہ ضروری ہے ؛

(نصب دارالاسلام پر کھڑے ہو کر قادیان کی ہر سمت فاصلہ کی پیمائش کی گئی)